بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

الفضل

روزنامہ

ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۸/۲۳ | ۲۱ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ - ۶ ظہور ۱۳۴۸ہش - ۶ اگست ۱۹۶۹ء | نمبر ۱۸۱

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ضروری ہے کہ نماز میں روح بھی ہمہ نیستی و تذلّل تام ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے

جب انسان ربوبیت کے مدِ مقابل اپنی عبودیت کو ڈال دیتا ہے تو اسے ایک سرور حاصل ہوتا ہے

"ارکانِ نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیلِ حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارِ گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے۔ اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی۔ اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّلِ تام ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ میں اس کو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے یعنی کہاں نطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنی مختلف قسم کی اغذیہ اور ان کی ساخت اور بناوٹ۔ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان۔ بوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اس پر مختلف اوقات میں گذرے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مدِ مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈال دے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۶۴-۱۶۵)

اخبارِ احمدیہ

● مری ۳ ظہور (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

آج حضور کی ملاقات کی سعادت حاصل کرنے کے لئے متعدد جماعتوں سے احباب بہت کثیر تعداد میں تشریف لائے۔ حضور نے ازراہِ شفقت پونے دس بجے سے دو بجے بعد دوپہر تک انفرادی اور اجتماعی طور پر ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔ اسلام آباد اور راولپنڈی کی جماعتوں کے ۳۰۰ سے زائد احباب اجتماعی انتظام کے ماتحت مری تشریف لائے۔ علاوہ ازیں سیالکوٹ۔ پشاور لاہور۔ کالا باغ۔ سرگودھا۔ بھلوال۔ گجرات۔ رسالپور اور کوٹلی آزاد کشمیر سے بھی آئے ہوئے احباب نے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور ایدہ اللہ کافی دیر تک احباب میں تشریف فرما رہے اور مختلف دینی اور علمی امور پر گفتگو فرماتے رہے بالخصوص گزشتہ خطبہ جمعہ کے مضمون کے تسلسل میں احبابِ جماعت کو اس امر کی تلقین فرمائی کہ انہیں اسلام کی فتح کے دن کو قریب تر لانے کے لئے دوسروں کے ساتھ حسنِ اخلاق کا ایسا مظاہرہ کرنا چاہیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں اخلاقی معجزہ کا رنگ رکھتا ہو۔

دو بجے حضور ایدہ اللہ تھوڑی دیر کیلئے اندر تشریف لے گئے اور پھر پونے تین بجے ظہر اور عصر کی نمازوں کیلئے باہر تشریف لائے۔ حضور نے دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ بیرونجات سے آئے ہوئے تمام احباب نے حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

● ربوہ ۵ ظہور۔ محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ بیگم محترم جناب میاں عبدالرحیم احمد صاحب کے عوارض میں بہت خفیف سا فرق ہے لیکن بخار تاحال چل رہا ہے۔ (باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

وعدہ جات فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے بقایا داران دو ماہ کے اندر مہلت حاصل کریں

برائے توجہ مقامی امراء و صدران کرام و سیکرٹریان فضلِ عمر فاؤنڈیشن

الفضل مورخہ ۱۹/۷/۶۹ میں اعلان ہو چکا ہے کہ جو وعدہ کنندگان اپنے وعدوں کو جائز مجبوریوں کی وجہ سے ادا نہیں کر سکے اور وہ اس محرومی کو محسوس کرتے ہوئے وعدوں کو پورا کرنے کی دلی آرزو اور تڑپ رکھتے ہوں ان کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ رعایت منظور فرمائی ہے کہ وہ مناسب مدت میں وعدہ ادا کرنے کے لئے حضور سے مہلت حاصل کر لیں مگر مناسب مہلت کی درخواست کر کے منظوری حاصل کرنے کے لئے حضور نے دو ماہ کی مدت منظور فرمائی ہے لہٰذا بقایا دار احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

مقامی جماعتوں کے امراء و صدرانِ کرام اور سیکرٹریان فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی خدمت میں درخواست کی گئی ہے۔ اور اب یاددہانی کے طور پر عرض ہے کہ مہلت حاصل کرنے کے لئے مقررہ دو ماہ کی مدت میں سے ایک ماہ گزر چکا ہے۔ براہِ مہربانی اپنی اپنی جماعتوں کے بقایا دار احباب کو توجہ دلائیں۔ اور جو دوست مہلت حاصل کرنا چاہتے ہوں ان کی فہرست اور درخواستیں ارسال فرماویں۔ نیز جو دوست اپنا وعدہ ادا کرنے سے اپنے تئیں معذور سمجھتے ہوں اور معافی چاہتے ہوں ان کی فہرست بھی بھجوائیں۔ اس طرف براہِ کرم فوری توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم و معرفت سے لبریز

ارشادات

عَلَيْكَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ (مسلم کتاب الامارۃ)

تم پر سننا اور اطاعت کرنا فرض ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث قرآنی باغ کا دلکش پھول ہے جس کا براہِ راست ربط و تعلق کلام اللہ کی کسی نہ کسی آیت سے ضرور ملتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کا واضح حکم ہے وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا (التغابن آیت ۱۷) یعنی سنو اور اطاعت کرو۔ اسی مضمون کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "عَلَيْكَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ" کے الفاظ میں ادا فرمایا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس فرمان پر جس شان سے عمل کیا ہے اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ حضورؐ کی نگاہِ مبارک صحابہؓ کے اونٹوں پر سُرخ اُون کے دھاریدار گدّوں پر پڑی۔ فرمایا اب مجھے یہ سُرخی نظر نہ آئے۔ یہ سُنتے ہی صحابہؓ نے اتنی تیزی سے ان کو زمین پر پھینک دیا کہ بہت سے اُونٹ بدک اٹھے۔ ایک بار کسی صحابیؓ کو ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے دیکھا فرمایا کیا ہے؟ انہوں نے حضورؐ کے لب و لہجہ سے ناپسندیدگی کے آثار محسوس کئے۔ فوراً گھر میں آئے اور چادر چولہے میں ڈال دی (ابوداؤد سنن ماجہ) حضرت کعب بن مالکؓ کو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کے باعث مقاطعہ کا حکم پہنچا تو بولے کہ کیا اپنی بی بی کو طلاق دے دوں؟ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قاصد نے کہا صرف قطع تعلق مقصود ہے۔ چنانچہ انہوں نے بی بی کو میکے میں بھیج دیا (بخاری کتاب المغازی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار مسجدِ نبوی میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ ابھی مسجد سے باہر گلی میں تھے کہ حضورؐ کے فرمان کی تعمیل میں بے اختیار ہو کر رُکے اور وہیں بیٹھ گئے (اصابہ) اگر بیسویں صدی کا مسلمان اس روحِ اطاعت کو زندہ کر کے تیرہ سو سال پیچھے ہٹ جائے اور ان صفوں میں جا کھڑا ہو جہاں حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ جیسے فدائی صحابہ صف بستہ موجود ہیں تو اسلامی دنیا کی تمام مشکلات کا آج ہی خاتمہ ہو سکتا ہے۔

(۲)

سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ

(خطیب بغدادی۔ کنوز الحقائق)

قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے

یہ حدیث اس حقیقت کا اعلان عام کر رہی ہے کہ خالص اسلامی نقطہ نگاہ سے سیادت اور خدمت دونوں لازم و ملزوم چیزیں ہیں جو دو متوازی خطوط کی مانند پہلو بہ پہلو چلتی اور ایک ساتھ ممتد ہوتی ہیں۔ پیغمبرِ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ سیّد الاوّلین والآخرین تھے اس لئے بنی نوع انسان کی خدمت کا اعلیٰ ترین، اکمل ترین اور ارفع ترین نمونہ بھی دنیا نے آپ ہی کے وجود مقدس میں مشاہدہ کیا۔ حضرت خبابؓ بن ارتؓ ایک مشہور صحابی تھے۔ ایک بار آنحضورؐ نے انہیں ایک مہم پر روانہ فرمایا اُن کے گھر میں کوئی اور مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دُہنا نہیں آتا تھا۔ حضورؐ روزانہ اُن کے گھر تشریف لے جاتے اور دودھ دوہ دیا کرتے تھے۔ (ابن سعد) حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ لونڈیاں جب بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی کام کے لئے عرض کرتیں تو حضور بلا تامل اُٹھ کھڑے ہوتے اور ان کی درخواست کو قبول کرنے میں خاص روحانی فرحت و مسرت محسوس فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کی چشم دید شہادت ہے کہ

وَلَا يَأْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ۔ (نسائی دارمی)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے اور ان کی خدمت کرنے میں قطعاً کوئی عار نہیں تھا۔ سیرتِ نبوی کے اس بے مثال پہلو پر حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ نے انتہائی پُرکیف انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

خواجۂ و مر عاجزاں را بندۂ
بادشاہ و بیکساں را چاکرے

یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آقا ہونے کے باوجود عاجزوں کے غلام اور بادشاہ ہونے کے باوجود بیکسوں کے چاکر ہیں۔

یہ ہے ہمارے زندہ نبیؐ کا پاک اُسوہ جس کے ادنیٰ امتی ہونے پر ہمیں فخر ہے اور جس کی غلامی کو ہم آزادی کی سند سمجھتے اور جس کی کفش برداری کو دُنیا و عقبیٰ کی سب سے بڑی نعمت و برکت یقین کرتے ہیں۔ فداک نفسی و روحی یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم)

(۳)

خِيَارُكُمْ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا (مسند احمد بن حنبل)

(ترجمہ) تم میں افضل وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہے

(تشریح) روحانیات میں اخلاق کا مقام کتنا بلند ہے اس کا صحیح تصور اس حدیث سے بخوبی نمایاں ہوتا ہے۔ عربی زبان میں خَلْق ظاہری پیدائش کو کہتے ہیں اور خُلق (جس کی جمع اَخلاق ہے) باطنی پیدائش کا نام ہے۔ جس طرح ظاہر میں بعض خوبصورت ہیں اور بعض بدشکل اسی طرح باطن میں کوئی شخص نہایت حسین اور دلربا ہے اور کوئی انتہائی بدوضع۔ جس کا مشاہدہ اہل اللہ اپنی کشفی آنکھ سے بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے فرمایا "جب روح جسمِ خاکی سے علیحدہ ہوتی ہے تو وہ اپنے ساتھ ایک نیا جسم لے کر نکلتی ہے جو ہر ہر عضو سے نکلتا ہے۔ میں نے ایسے جسم خود دیکھے ہیں ایک شخص.... کو میں نے دیکھا اس کا جسم خنزیر کا ہے ایک ہی وقت میں اس کا ظاہری جسم اور خنزیر والا جسم اپنے چار پیروں پر چلتا دیکھا ہے۔" (بدر ۲۳ فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱ کالم ۲) دراصل باطنی وجود کی عمدہ تخلیق و تزئین ہی وہ بنیادی مقصد تھا جس کی تکمیل کے لئے امتِ محمدیہ کے بے شمار باکمال صوفیاء اور اولیاء نے انتہائی سخت ریاضتیں کیں اور صبر آزما مجاہدات کے نتیجہ میں حسنِ اخلاق کی حیرت انگیز مثالیں قائم کر دکھائیں۔ اخلاقِ محمدی کے ان مشعل برداروں میں سے حضرت بکر بن عبداللہؒ ایک بزرگ بھی تھے جن کو کسی آدمی نے بہت گالیاں دیں۔ آپ خاموش رہے کسی نے کہا آپ کیوں جواب میں گالیاں نہیں دیتے۔ فرمایا میں اس شخص کی کوئی بُرائی نہیں جانتا اور اتہام لگانا ناجائز ہے۔ حضرت عثمان حیری خراسان کے اکابر مشائخ میں سے تھے کسی نے خاک کا ایک ٹوکرا اُن کے سر پر پھینک دیا۔ آپ کے مرید بہت غضبناک ہوئے مگر آپ نے فرمایا یہ موقع تو خدا کا ہزار ہزار شکر بجا لانے کا ہے کیونکہ جس شخص کی سزا آگ تھی اس پر صرف خاک ڈالی جا رہی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

اے ہمارے رب!! اپنے ان پیاروں کی طرح ہم عاجز بندوں پر بھی اخلاقِ محمدیؐ کا عکس ڈال دے۔ آمین یا رب العالمین)

گھر بیٹھے دُنیا کی سیر

احمدی مجاہدین اکنافِ عالم میں دن رات اسلام پھیلا رہے ہیں۔ آپ الفضل کے ذریعہ بآسانی ان کی تبلیغی سرگرمیوں سے باخبر ہو سکتے ہیں۔ آج ہی الفضل کا روزانہ پرچہ جاری کروا کر گھر بیٹھے دُنیا کی سیر کا سامان کیجئے۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

خطبہ جمعہ

اسلام کا اقتصادی نظام انسان کے بنائے ہوئے تمام نظاموں سے بہتر۔ ارفع اور اعلیٰ ہے

صرف یہی وہ نظام ہے جس کی بنیاد ربوبیت عالمین پر رکھی گئی ہے اور جو عبادت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے

اسلام فرد، خاندان اور قوم کی ضرورت کی تعیین و تعریف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر عطا سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھاتا ہے

ہمیں حقائق اشیاء کے علم کے حصول کیلئے گہری فکر کی عادت ڈالنی چاہئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷ احسان ۱۳۴۸ ہش (مطابق ۲۷ جون ۱۹۶۹ء) بمقام مسجد احمدیہ کلڈنہ مری

(مرتبہ: مکرم یوسف سلیم صاحب ایم۔اے۔ واقف زندگی)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

میں پچھلے خطبات سے دوستوں کے سامنے یہ مضمون بیان کر رہا ہوں کہ

اسلام کا اقتصادی نظام کیا اور کیسا ہے؟

اور میں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ہمیں وضاحت سے تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ انسان کی پیدائش کی غرض صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے واحد و یگانہ کی پرستش و عبادت کرے اور قرآن کریم کی ایک آیت (الذّٰریٰت ۵۱ : ۵۷) میں اس مقصد کی طرف، اس بنیادی تعلیم کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ" (البینۃ: ۶) کہ عبادت جو ہے وہ دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرتے ہوئے ہونی چاہیئے۔

میں نے بتایا تھا کہ

دین کے گیارہ لغوی معانی

اس جگہ چسپاں ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ مضمون کے تین خطبات الفضل میں چھپ چکے ہیں ان میں تو معانی کے متعلق ابتدائی مضمون آچکا ہے۔ اور اس تمہید کے بعد جس کا بنیادی تعلیم سے تعلق ہے میں نے قرآن کریم کی ایک آیت جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے حضورؑ کی بیان فرمودہ تفصیل کو اپنے الفاظ میں بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے مضبوط اور پختہ دلائل کے ساتھ اس بات کا اعلان کیا ہے کہ اسلام جو اقتصادی نظام دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے وہ انسان کے بنائے ہوئے ہر قسم کے اقتصادی نظام کی نسبت بہتر اور ارفع اور اعلیٰ اور احسن ہے۔ اس کے بعد عبادت کے ان گیارہ تقاضوں کو اسلام کا اقتصادی نظام کس طرح اور کیسے پورا کرتا ہے مضمون کے اس حصہ کے متعلق اس وقت میں بیان کر رہا ہوں۔

ایک خطبہ اس پر پہلے ہو چکا ہے۔ آج میں عبادت کے تیسرے تقاضے کو لیتا ہوں۔

عبادت کا تیسرا تقاضا

جو "مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ" میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دین کے معنی سیرت اور خُلق کے بھی ہوتے ہیں۔ "اَلدِّیْنُ"! "اَلسِّیْرَۃُ" یعنی سیرت کو عربی زبان میں دین بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ تمہارے اندر اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا رنگ پیدا ہونا چاہیئے۔ اگر تمہارے اخلاق اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا رنگ اپنے اوپر نہیں رکھتے تو تم عبادت کے تقاضا کو پورا نہیں کر سکتے اور زندگی کے ہر شعبہ میں جو یہ مقصد تھا کہ حقیقی توحید کو قائم کیا جائے اس مقصد کو تم حاصل نہیں کر سکتے۔

اس موقع پر میں ایک اور بات ذرا تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں جس کے ایک حصہ کا تو آج کے مضمون کے ساتھ براہِ راست تعلق ہے۔ یعنی جو "تخلق باخلاق اللہ" یا "فنا فی اخلاق اللہ" کا فقرہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے لیکن اس کے جو دوسرے حصے ہیں اُن کا تعلق بھی ان

گیارہ تقاضوں

کے ساتھ ہے۔ نیز جس رنگ میں وہ اسلام کے اقتصادی نظام میں جلوہ گر ہیں اُن کے ساتھ ہے اور وہ مضمون یہ ہے کہ ان عالمین یا اس Universe یا جو بھی مخلوق ہے خواہ وہ ہمارے علم میں ہو یا نہ ہو یا ہمارا تخیل اور تصور وہاں تک پہنچ سکے یا نہ پہنچ سکے۔ بہرحال جو بھی مخلوق ہے جو چیز بھی موجود ہے ساری کی ساری اس بنیاد پر قائم۔ موجود اور زندہ ہے کہ خدائے واحد سب کا پیدا کرنے والا اور ساری قوتوں اور استعدادوں کا بخشنے والا ہے یعنی

توحیدِ حقیقی اور توحیدِ خالص

ایک خالص حقیقت ہے باقی سارے حقائق نسبتی ہیں۔ مگر یہ ایک زندہ اور ہمیشہ رہنے والی اور پختہ بات ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کوئی تبدیلی نہیں۔ اس سے کوئی انکار نہیں ہو سکتا دنیا کی حیات اور بقاء اس حقیقت پر قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ کامل ہے اُس میں کوئی نقص نہیں۔

یہ توحید ہمیں دنیا میں مختلف شکلوں میں نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جہاں تک انسانی زندگی کا تعلق ہے توحید خالص کے چھ جلوے ہمیں نظر آتے ہیں۔ آپ نے بیان کردہ

مضمون الحکم میں چھپا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ توحید پہلے دو قسموں میں منقسم ہوتی ہے۔ ایک کو تو ہم توحید علمی کہتے ہیں اور دوسری کو ہم توحید عملی کہتے ہیں۔ پھر ہر دو قسم کی توحید ایسی ہے۔ جس کا تعلق ایک تو حقوق اللہ سے ہے۔ دوسرے حقوق نفس سے ہے اور تیسرے حقوق العباد سے ہے۔ پس دونوں قسم کی توحید کے چھ جلوے ہمیں نظر آتے ہیں

علمی توحید کے معنے یہ ہیں

کہ وہ حقیقی توحید جو علم سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفات بیان کیں، اپنی وحدت کے، اپنے احد ہونے کے دلائل دیئے اور آسمانی نشانوں سے بھی ثابت کیا کہ میں ہی اکیلا سب قدرتوں کا مالک اور سب فیوض کا سرچشمہ اور سب انوار کا مرکزی نقطہ ہوں۔ بہرحال علمی توحید وہ ہے جو علم سے حاصل کی جاتی ہے۔ اور عملی توحید وہ ہے جو عمل سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان کردہ مضمون اپنے الفاظ میں بیان کروں گا۔

جہاں تک اللہ تعالےٰ اور اس کے حقوق کا تعلق ہے توحید علمی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے حقوق کو شناخت کیا جائے۔ ان کا عرفان اور معرفت حاصل کی جائے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کو ایک جاننا اور اسے مبدء ہر ایک فیض کا اور جامع تمام خوبیوں کا اور مرجع و مآب۔ ہر ایک چیز کا سمجھنا اور اسے ہر عیب اور نقص اور کوتاہی سے پاک جاننا۔ کیونکہ وہ تمام صفات کاملہ کا جامع ہے اور معبود حقیقتاً وہی ہے۔ وہی اس بات کا سزاوار ہے کہ انسان کا معبود بنے۔ پس جہاں تک اللہ تعالےٰ کی ذات کا سوال ہے توحید علمی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت کو حاصل کیا جائے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی میں توحید عملی یہ ہے کہ اس کی اطاعت اخلاص سے بجا لانا۔ اور اطاعت میں کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانا۔ مثلاً

جب بھی یہ سوال پیدا ہو

کہ اللہ تعالےٰ یہ کہتا ہے اور سرمایہ داری یہ کہتی ہے تو اطاعت اللہ تعالےٰ کی ہو سرمایہ داری کی نہ ہو۔ یا مثلاً یہ سوال ہو کہ اللہ تعالےٰ یہ کہتا ہے اور باپ یہ کہتا ہے۔ احکام میں تضاد پیدا ہو جائے تو اللہ تعالےٰ کی بات ماننی ہے باپ کی بات نہیں ماننی۔ یا مثلاً یہ سوال ہو کہ اللہ تعالےٰ یہ کہتا ہے۔ اور ایک شخص جس کا کسی فرد پر بڑا ہی احسان ہے۔ وہ دنیوی محسن یہ کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی بات ماننی ہے۔ اس کی بات نہیں ماننی۔ کیونکہ

سب سے بڑا محسن

جو ہم اپنے ذہن میں اور تخیل میں لا سکتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے بیشک یہ بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ مثلاً وہ ایک یتیم بچہ تھا اس محسن شخص نے اسے پالا اس کو ذہین پایا اور اعلیٰ تعلیم پر چھوڑ دیا۔ اس کی تربیت کا خیال رکھا اس کو گندے ماحول سے بچایا۔ اس کی نیک ماحول میں پرورش کی۔ ہر وقت نیکی کی باتیں، ترقی کرنے کی باتیں اور ترقی کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کی باتیں اس کے دل میں ڈالیں۔ پھر اگر وہ پاکستان کا رہنے والا ہے۔ تو اس نے پوسٹ گریجوایٹ کے بعد اس کو انگلستان بھیجا۔ پھر وہ مشہور سائنسدانوں سے بھی آگے نکل گیا۔ یہ سارا خرچ اس شخص نے برداشت کیا۔ پھر وہ واپس آیا۔ اس شخص کی ایک ہی لڑکی تھی۔ اس نے اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دی۔ اس طرح اسے اپنی ساری جائداد کا مالک بنا دیا۔ کتنا بڑا احسان اس محسن نے اس پر کیا لیکن اگر اس محسن کا قول یا حکم یا اس کی خواہش اور مرضی اللہ تعالےٰ کے حکم یا اللہ تعالےٰ کی مرضی اور رضا کے خلاف ہو تو توحید عملی یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس دنیوی محسن کی بات نہ مانی جائے۔ اللہ تعالےٰ کی بات مانی جائے۔ کیونکہ اس محسن کو جو کچھ بھی قدرت ملی، جو مال ملا، جو نیک نفسی ملی، جو دل کی پاکیزگی ملی جو ہمدردی ملی۔ محبت اور اخوت کا جو جذبہ ملا۔ وہ سب خدا کی طرف سے ملا۔ پس اصل فیض کا منبع یہ محسن نہیں ہے۔ بلکہ وہ ذات ہے جس نے اس دنیوی محسن کو وہ سامان دیئے کہ جن سے وہ احسان کر سکتا تھا اور پھر اسے احسان کرنے کی توفیق دی

اقتصادیات میں بھی یہ سوال پیدا ہوگا

جس کا توحید عملی نے حقوق اللہ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ کہ اقتصادی نظام کے قیام میں ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی بات ماننی ہے۔ یا غیر اللہ کی بات بھی کبھی مان لینی ہے اسلام یہ کہتا ہے کہ اقتصادی نظام میں بھی سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی اور کی اطاعت نہیں کرنی۔ کسی اور کی بات نہیں ماننی۔ مثلاً مصنوعی نشہ ہیں۔ انگلستان میں ان کا بڑا زور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں چرس اور دوسری قسم کے نشے مہیا ہونے چاہئیں۔ اور ان کا وہاں بڑا اثر و رسوخ بھی ہے۔ بڑے بڑے عہدے دار بھی ان کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ان کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ان کے لئے چرس مہیا کی جائے۔ حالانکہ یہ ایک بڑی خطرناک چیز ہے۔ لیکن انگلستان اور یورپ کے دوسرے ممالک میں بڑی کثرت سے اس کی عادت پڑ گئی ہے۔ یہ ایک اقتصادی مسئلہ بھی ہے۔ آیا یہ چیز پیدا کرنی ہے یا نہیں۔ اور اگر تقسیم کرنی ہے تو کس طرح۔ اسی طرح اس کی قیمتوں وغیرہ سے متعلق بیسیوں سوالات ہیں جو نظام اقتصادیات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا قائم کردہ اقتصادی نظام اس مطالبہ کو رد کر دے گا۔

اللہ تعالےٰ نے عبادت کے دوسرے تقاضے میں فرمایا تھا۔ کہ اقتصادیات میں بھی اللہ تعالےٰ کی بات ماننی ہے۔ کسی اکثریت یا کسی مؤثر اقلیت کی بات نہیں ماننی پچھلے خطبہ میں میں نے بین الاقوامی قرضوں کا ذکر کیا تھا۔ آج میں نے دوسری مثال بیان کر دی ہے۔

غرض توحید عملی کا جہاں تک حقوق اللہ کے ساتھ تعلق ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت اخلاص سے کرنی ہے

اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں کسی غیر کو شریک نہیں کرنا

یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض باتوں میں تو اللہ تعالےٰ کی اطاعت کر لی اور بعض باتوں میں کسی غیر اللہ کی اطاعت کر لی اور اللہ تعالےٰ کے احکام کو ٹھکرا دیا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ مبدء فیوض ہے۔ اس لئے اپنی بہبود کے لئے، اپنی ترقی کے لئے، اپنی خوشحالی کے لئے، اپنی تکالیف کو دور کرانے کے لئے اس سے دعا مانگیں۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کو اس قابل ہی نہ سمجھیں کہ وہ ان ضرورتوں کو اللہ تعالےٰ کی منشاء اور مرضی کے بغیر یا اللہ تعالےٰ کے منشاء کے خلاف پورا کر سکتا ہے۔ اس واسطے ہر وقت اس پر نظر رکھنا اور اس کی محبت میں کھوئے رہنا۔ یہ حقوق اللہ سے تعلق رکھنے والی توحید عملی ہے۔

درخواستِ دعا

میرے والد محترم قریشی عبدالمنان صاحب ریڈیو انجینئر لنڈن سے واپس وطن آ رہے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرماویں کہ مولا کریم ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور وطن اور مرکز میں ان کی مراجعت مبارک کرے۔ آمین (عبدالباسط قریشی دارالرحمت وسطی ربوہ)

پھر نفس کا حق ہے۔ توحید علمی جو حقوق نفس سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ نفس کو پہچاننا جس طرح توحید علمی اللہ تعالےٰ کی ذات سے تعلق رکھنے والی یہ تھی کہ اس کی ذات اور صفات کی معرفت اور عرفان کو حاصل کرنا۔ توحید علمی حقوق نفس سے تعلق رکھنے والی یہ ہے کہ اپنے نفس کے حقوق کو پہچاننا اور جو نفس کی آفات ہیں۔ اور جو نفس امارہ کے رذائل ہیں ان سے ہر وقت مطلع اور چوکس رہنا کہ کہیں ان کی وجہ سے ہلاکت کے سامان نہ پیدا ہو جائیں۔ کیونکہ یہ جو نفس کی کمزوریاں نفس کی آفات، نفس امارہ کی بدخصلتیں ہیں اور نفس کی جو بیماریاں ہیں۔ ان کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالےٰ کی وحدت اور اس کی توحید سے دُور چلا جاتا ہے۔ اور توحید کے تقاضے پورا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اب جو نفس کی بیماریاں ہیں ان میں ہمیں نظر آتا ہے کہ عُجب ہے، ریا ہے، تکبر ہے، کینہ ہے، حسد ہے، غرور ہے، حرص ہے، بخل ہے۔ غفلت ہے اور ظلم ہے، بہت سارے اخلاق رذیلہ ہیں۔ پس انسان کا ان کو علم ہونا چاہیئے۔ اور اس کے Conscious Mind میں ہر وقت یہ رہنا چاہیئے۔ کہ میرا نفس بڑا کمزور ہے، میرے نفس میں جو قسما قسم کی بدخواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ میں نے ان کی طرف نہیں دیکھنا بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف ہر وقت نگاہ رکھنی ہے۔ یہ توحید علمی حق نفس سے تعلق رکھتی ہے۔ جب انسان کو یہ علم حاصل ہو جائے کہ میرے نفس میں کیا کیا کمزوریاں ہیں۔ اور میرا نفس مجھے کن ہلاکتوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اور ان سے بچنے کا کیا سامان ہے۔ تو اس سے ایک ہی ذات کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ جس میں کوئی عیب نہیں اور جو اپنی ذات میں واحد و یگانہ ہے۔ ہر آدمی جب اپنے نفس کو ٹٹولے، اور اس کا مطالعہ کرے۔ اور اس کی آفات اور کمزوریوں سے آگاہ ہو تو وہ اس نتیجہ پر پہونچے گا۔ کہ دنیا میں ہر مخلوق عیوب سے پُر اور نقائص سے بھری ہوئی ہے۔ ایک ہی ذات بے عیب ہے اور تمام عیوب سے منزہ ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔

یہ توحید علمی ہے

یعنی اپنے نفس کے علم نے ہمیں بتایا کہ خدا تعالےٰ واحد و یگانہ ہے۔ اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی۔ کیونکہ ہم نے گردن کو جھکایا۔ پھر دل اور سینہ پر نگاہ ڈالی۔ جس میں ہزار کیڑے نظر آئے۔ ہزار نقائص نظر آئے۔ ان بُرائیوں نے، ان کمزوریوں نے، ان نقائص نے ان عیوب نے جھنجھوڑ کر اس طرف متوجہ کیا۔ کہ تمام عیوب سے پاک خدائے واحد و یگانہ ہی کی ذات ہے۔

ہمیں توحید علمی سے جہاں تک حق نفس کا تعلق تھا۔ اقتصادیات کے میدان میں یہ پتہ لگا کہ اگر ہم حرص سے کام لیں گے، اگر ہم بخل سے کام لیں گے۔ اگر ہم ظلم سے کام لیں گے۔ تو وہ نظام قائم نہیں ہو سکے گا جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ بخل اور حرص سے ہم کام لیں گے تو جو غیر کا حق ہے وہ اس کو دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔

میں نے پہلے بتایا تھا کہ یہ جو ہر قسم کا تفاوت انسانوں میں پایا جاتا ہے۔ جس میں

دولت کا تفاوت

بھی ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ دولت مند خدا تعالےٰ کی نگاہ میں معزز ہے اور کریم ہے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ اس کے ذریعہ سے اس کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے ایک آدمی کو ایک کروڑ روپیہ دیا اور اسے کہا کہ تیرا اس میں حصہ صرف دو لاکھ ہے۔ باقی ۹۸ لاکھ جن کا حصہ ہے۔ ان تک پہنچا دو۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ بعد میں زیر بحث آئے گی۔

پس اگر بخل اور حرص ہے تو جو مال بطور امتحان کے خدا تعالےٰ نے اسے دیا ہے۔ وہ حقدار کو نہ دے گا بلکہ دوسرے کا حق چھیننے کی کوشش کرے گا۔ کہ میرے پاس ہی آ جائے۔ پھر ظلم کرے گا۔ نفس کی حرص اور بخل اور ظلم ہی کی آفت تھی کہ قرآن کریم نے کہا کہ تولتے وقت صحیح تولا کرو۔

بخل حرص اور ظلم

کی یہ تثلیث بھی بڑی ظالم بنتی ہے۔ کہ جو کہتی ہے کہ دیتے وقت کم تول لیتے وقت زیادہ تول، پھر قرآن کریم نے کہا ہے کہ جھوٹی قسمیں کھا کر لوگوں کا مال لے لیتے ہو، یہ باطل ہے۔ قرآن کریم نے باطل کا لفظ حق کے مقابلہ میں استعمال کیا ہے۔

پس جو حق خدا تعالےٰ نے قائم کیا ہے اس کو یہ حرص اور بخل اور ظلم توڑنے والا ہے اور یہ نفس کی کمزوریاں اقتصادی خرابیوں کا موجب بنتی ہیں۔ غرض انسان کو یہ پتہ لگنا چاہیئے۔ اور اسے یہ یاد رہنا چاہیئے کہ نفس میں بڑی کمزوریاں ہیں۔ مثلاً بخل ہے حرص ہے اور ظلم ہے، دوسرے ہزار قسم کے اخلاق رذیلہ ہیں۔ جو نفس میں پائے جاتے ہیں جن سے مغلوب نہیں ہونا شکست نہیں کھانی۔ اس توحید علمی سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور ہر نفس یہی نتیجہ نکالے گا کہ ہر عیب سے پاک اور ہر کامل صفت سے متصف اللہ ہی کی ذات ہے۔

جہاں تک

توحید علمی کا حق نفس کے ساتھ تعلق ہے

وہ یہ ہے کہ انسان عزم کرے کہ ان اخلاق رذیلہ کا میں نے بالکل قلع قمع کر دینا ہے اور ان کو کاٹ کر رکھ دینا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ نفس امارہ انسان پر غالب ہو۔ وہ نفس امارہ اور اس کی ساری خواہشات کو ملیامیٹ کر دے۔ اور ان پر وہ کاری ضرب لگائے کہ ان کا خطرہ ہی باقی نہ رہے۔ پس عملاً نفس امارہ کی برائیوں اور کمزوریوں پر غالب آ جانا یہ توحید علمی ہے۔ اور اس کے ساتھ پھر یہ بھی کہ تمام رذائل سے خود کو محفوظ کر لینے کے بعد تمام صفات حسنہ اور اچھے اخلاق اور فضائل کا زیور پہن لینا اور صفات حسنہ سے متصف ہو جانا۔ یہ توحید علمی حق نفس سے تعلق رکھنے والی ہے اور ایک موحد کی اس سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے بالکل خالی کرے۔ اور اس طرح پر توحید علمی حق نفس میں ثابت ہو جاتی ہے کہ نفس کی ہر وہ کمزوری جو غیر اللہ کی طرف جانے والی ہے۔ اس سے انسان بچ جاتا اور اس پر غالب آ جاتا ہے۔ اور دل غیر اللہ سے خالی ہو جاتا ہے۔ اور دل اللہ تعالےٰ کے اخلاق اور اللہ تعالےٰ کے انوار سے بھر جاتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں نفس کو فنا فی اللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ صوفیاء کی ایک اصطلاح ہے۔ جس کے یہی معنے ہیں کہ نفس امارہ کی تمام برائیوں سے بچ کر نفس مطمئنہ جن اخلاق فاضلہ کے نتیجہ میں اطمینان حاصل کرتا ہے۔ انسان کا اخلاق حسنہ کے اس زیور سے آراستہ ہو جانا یہ فنا فی اللہ کا مقام ہے۔ کیونکہ غیر پھر بیچ میں نہیں رہتا۔

پانچویں قسم کی توحید علمی

حقوق العباد سے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو اپنے جیسا کمزور اور لاشئے محض سمجھنا۔ سارے بندوں کا ایک دوسرے پر حق ہے کہ ہر شخص اس یقین پر قائم ہو کہ جس طرح میں عاجز بندے کی حیثیت سے اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں لاشئے محض ہوں۔ ہر دوسرا انسان بھی ویسے ہی لاشئے محض ہے۔ پھر وہ کشکول لے کر دوسرے کے پاس نہیں جائے گا۔ وہ تہجد کے وقت اٹھ کر اپنے خدا سے مانگے گا

گویا تمام بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ کی مخلوق اور بندہ سمجھنا اور بالکل ہیچ اور نیست جاننا اور دوسرے یہ کہ اس بات پر قائم ہونا کہ جو حقوق اللہ تعالیٰ نے قائم کئے ہیں وہ

توفیق باری کے بغیر محض اپنے زور سے

ادا ہو نہیں سکتے۔ ایک طرف یہ کہ اپنے زور سے انسان اپنا یا کسی اور کا حق قائم نہیں کر سکتا دوسری طرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا جو حق قائم کیا ہے۔ وہ اسے ملنا چاہیئے۔ یہ حقوق العباد سے تعلق رکھنے والی توحید عملی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی رب ہے اس نے ساری قوتوں کو پیدا کیا ہے۔ ہندوؤں کی طرح یہ نہیں کہ روح بھی اللہ تعالیٰ کی طرح ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور مادی ذرات بھی اور ان کے خواص بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق نہیں بلکہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ اللہ رب ہے۔ اور اس نے اس تمام کائنات کو پیدا کیا ہے۔ اسی نے طاقتیں اور استعدادیں پیدا کیں۔ اور حقوق قائم کئے ہیں۔ ایک یہ کہ دوسرے کو بھی اپنے جیسا شے محترم سمجھنا اور دوسرے یہ کہ ہر شخص کا جو حق رب العلمین نے قائم کیا ہے۔ اسے سمجھنا اس کا علم رکھنا۔

اس توحید عملی سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے

عظمت ایک ہی ذات کی ثابت ہوتی ہے

(عَزَّ اسْمُہٗ وَجَلَّ ثَنَاؤُہٗ) اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ صرف وہی ہے جو اپنی ذات میں کامل ہے۔ کیونکہ دوسرے کامل نہیں اس لئے کہ ان کے بعض حقوق انہیں کوئی دوسرا دے رہا ہے۔ اگر وہ کامل ہوتے تو وہ اپنا ہر ایک حق خود لے رہے ہوتے لیکن یہاں تو یہ نظر آتا ہے کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں کہ جو یہ کہے کہ میں اپنا حق اپنے زور سے لے رہا ہوں۔ اس کو تو ایک عام جواب ہمارا بچہ بھی یہ دے گا۔ کہ کیا تم نے اپنی ماں کا دودھ اپنے زور سے حاصل کیا تھا؟ کوئی بھی شخص جس میں ذرا بھی عقل ہو یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اپنی ماں کا دودھ اپنے زور بازو سے حاصل کیا تھا۔ وہ تو عاجز تھا۔ اگر ماں اس کے حق کو تسلیم نہ کرتی۔ تو اس کو یہ حق نہ ملتا۔ بعض مائیں بعض نادان ڈاکٹروں کے مشورہ سے بچوں کو ان کے اس حق سے محروم کرتی رہی ہیں۔ اب پھر ان کو عقل آ رہی ہے اور وہ سمجھنے لگی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ حق سے بچے کو محروم کرنا ظلم ہے۔ بچہ پر بھی اور اپنے نفس پر بھی اور اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ بچے کو اس کا حق ماں کی مامتا نہیں دیتی بلکہ اللہ تعالیٰ کا رحم دے رہا ہے۔ اس کی ربوبیت دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اب کچھ عقل دے دی ہے اور اکثر ڈاکٹر پھر اس طرف آ رہے ہیں کہ اگر ماں بچے کو دودھ نہ پلائے تو اس کی صحت پر بہت برا اثر پڑے گا۔ کیونکہ قدرت نے ایسا نظام قائم کیا ہے۔ اگر ماں بچے کو دودھ پلائے۔ تو وہ بہت ساری بیماریوں سے بچ جاتی ہے۔

پس توحید عملی سے

انسان یہ معرفت حاصل کرتا ہے۔

کہ عظمت ایک ہی ذات کی ہے۔ اور ہر دوسرا انسان میرے جیسا عاجز انسان اور بے مایہ انسان اور ہر قسم کی قوت اور اہلیت سے خالی انسان ہے۔ جس کو جتنی بھی طاقت ملی ہے وہ اس خدائے عظیم اور رب رحمٰن کی طرف سے ملی ہے۔ جس نے ان تمام جہانوں کو پیدا کیا ہے

توحید عملی حقوق العباد سے تعلق رکھنے والی ہے کہ حقیقی نیکی۔ بجالانا یعنی دوسروں سے جو تعلقات ہیں وہ اسی اصول پر قائم ہونے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو حق قائم کیا ہے وہ ادا ہو (پہلے یہ تھا کہ حق ادا ہونے چاہئیں) اب یہ ہے کہ حق ادا ہوں۔ صرف یہ نہ ہو کہ ہونے تو چاہئیں۔ بہت سے لوگ کہہ دیا کرتے ہیں (آپ کو بھی اپنی زندگی میں تجربہ ہوا ہوگا۔) بہت سی مشکلات ہیں نا۔ یا یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے۔ "سچی صحیح گل پر دیکھو نا بڑی مجبوریاں ہو جاندیاں نیں" ان مجبوریوں سے قتل بھی ہو جاتے ہیں۔ چوریاں بھی ہو جاتی ہیں۔ ڈاکے بھی پڑ جاتے ہیں۔ اور حق تو وہ مارا رہا ہوتا ہے۔

پس توحید عملی یہ تھی کہ حقوق ادا ہونے چاہئیں

توحید عملی یہ ہے

کہ حقوق ادا ہونے شروع ہو جائیں۔ یہ دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے انسانوں کے مجھ پر حقوق عائد کئے ہیں۔ وہ ان حقوق اور ذمہ داریوں کو بجا لائے اور اصلح طریق سے بجا لائے۔ یعنی اس کے نتیجہ میں دوسرے کی قوتوں کی بہترین نشوونما ہو سکے۔ اور موحد کی ان حقوق کے ادا کرنے میں یہ غرض نہیں ہوتی۔ کہ دنیا میں اس کی نیک نامی ہو۔ لوگ واہ واہ کہیں، تالیاں بجائیں۔ نعرے لگائیں۔ دنیوی طور پر اس کی وجاہت ہو جائے۔ یہ نہیں بلکہ موحد کی صرف یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا تعالیٰ کے اخلاق میں فانی ہو جائیں۔ اور

فنا فی الاخلاق اللہ

کا مقام سے اسے حاصل ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے، اپنی مخلوق کے جو حقوق قائم کئے ہیں صفات باری تعالیٰ کے پرتو کے نیچے آ کر بہتر طریق پر وہ حقوق ادا ہو جائیں۔ اور ہر فرد کی سب قوتیں اور استعدادیں۔ اسی طرح سب اقوام عالم کی قوتیں اور استعدادیں۔ اپنے نشوونما میں اپنے کمال تک پہنچ جائیں۔

پس عبادات کا تیسرا تقاضا یہ تھا کہ تخلق باخلاق اللہ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں رب العالمین ہوں۔ میں نے اپنی مخلوق پیدا کی۔ ان کے اندر کچھ قوتیں پیدا کیں۔ اور یہ اصول قائم کیا کہ تدریجی ارتقا کے ذریعہ یہ قوتیں اور استعدادیں اپنے نشوونما کے کمال کو پہنچ جائیں۔ اس میں تدریجی ارتقا کے لئے اور دائرہ استعداد کے اندر کمال تک پہنچنے کے لئے جس جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ میں نے پیدا کر دی اگر کسی کو وہ چیز نہیں ملتی تو اس کا حق مارا گیا۔

پھر جو دوسرا اقتصادی تقاضا ہے۔ (ہم اقتصادیات کی بات کر رہے ہیں) وہ یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو۔

نظام اقتصادیات میں

جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ وہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ یہ جو چرس کا مطالبہ ہے۔ یا یہ جوا کی کھیلیں ہیں۔ امریکہ ہی میں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں ان کے اڈے ہیں۔

پس یہ

ایک اقتصادی مطالبہ

بڑی بھاری اکثریت کا ہے کہ ہمیں ہماری Entertainment کے لئے، ہمارے نفسوں میں سکون پیدا کرنے کے لئے یہ سامان مہیا ہونے چاہئیں۔ یہ ہیں تو ہلاکت کے سامان لیکن وہ کہیں گے کہ یہ ہماری کھیلوں کے سامان ہیں۔ یہ ہماری دلچسپی کے سامان ہیں۔ یہ ہمیں ملنے چاہئیں ورنہ ہم مارے گئے۔ ہماری حق تلفی ہو گئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اطفال الاحمدیہ کے مرکزی سالانہ امتحانات

احبابِ کرام! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجلسِ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ نے احمدی بچوں کی علمی ترقی اور عمدہ تربیت کی خاطر ایک نہایت مفید سکیم جاری کی ہے جس کے تحت ہر طفل کے لئے لازمی ہے کہ وہ درجہ بدرجہ یہ چار امتحان پاس کرے:-

پہلا امتحان	ستارۂ اطفال	دوسرا امتحان	ہلالِ اطفال
تیسرا امتحان	قمرِ اطفال	چوتھا امتحان	بدرِ اطفال

مرکزی امتحانات کے اِس پروگرام کے بارہ میں تفصیلی ہدایات اور معلومات درجِ ذیل ہیں:-

(۱) ہر امتحان کا الگ نصاب مقرر ہے جس کا مکمل حل کتابی صورت میں "کامیابی کی راہیں" کے نام سے شائع شدہ ہے اور مرکز سے قیمتاً حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(۲) ہر امتحان میں اوّل، دوم اور سوم آنیوالے اطفال کو آئندہ مرکزی سالانہ اجتماع پر خصوصی انعامات ملیں گے نیز بدرِ اطفال کے آخری امتحان میں کامیابی حاصل کرنیوالے ہر طفل کو سند کامیابی اور تمغہ بدرِ اطفال بطور انعام دیا جائے گا۔

(۳) امسال یہ امتحانات ۱۴ اگست ۱۹۶۹ء کو منعقد ہونگے۔ مرکز کی طرف سے امتحانی پرچے تمام مجالس کو چند روز قبل بھجوا دیئے جائینگے۔ وقت امتحان تک پرچے آؤٹ نہ ہونے دیں اگر کوئی پرچہ کم ہو جائے تو بقیہ امیدواران کو سوالات لکھوا دیئے جائیں۔

(۴) ہر طفل ایک وقت میں ایک ہی امتحان دے سکے گا۔ تاہم خاص حالات میں مرکز کی اجازت سے دو امتحان (مثلاً ستارہ اور ہلال یا ہلال اور قمر) بیک وقت بھی دیئے جا سکیں گے۔

(۵) ان امتحانات کے عملی حصّہ کے لئے علیحدہ فارم مقرر ہیں۔ ضروری ہے کہ مربی صاحبان یہ فارم پوری احتیاط اور دیانتداری سے مکمل کر کے امتحان کے فوراً بعد جوابی پرچوں کے ساتھ ہی مرکز میں بھجوا دیں۔

(۶) امتحان کے وقت مقامی ذمہ دار عہدیداران نگرانی کے لئے موجود رہیں اور مندرجہ ذیل ہدایات امیدواران کو پڑھکر سنا دیں اور اس بات کی اچھی طرح سے پڑتال کر لیں۔ کہ ہر امیدوار نے ان ہدایات کی پوری طرح سے تعمیل کی ہے۔

ا۔ ستارہ اور ہلال کے امتحان میں جوابات امتحانی پرچہ پر ہی درج کرنے ہونگے۔ جبکہ قمر اور بدر کے امتحان میں جوابات سادہ کاغذوں پر مناسب حاشیہ چھوڑ کر خوشخط تحریر کرنے ہوں گے۔

ب:۔ جوابی پرچہ پر اپنا نام، ولدیت اور مجلس کا نام ضرور تحریر کریں۔ نیز ہلال، قمر اور بدر کے امیدوار اپنا وہ رول نمبر بھی درج کریں جو انہیں مرکز نے ستارۂ اطفال کے نتیجہ کے ساتھ بھجوایا تھا اور جو اُن کے تعلیمی کارڈ پر بھی درج ہوتا ہے۔

ج:۔ ہر امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا پرچہ پوری دیانتداری سے خود حل کرے اور بوقتِ امتحان کسی اور شخص یا کتاب وغیرہ سے مدد نہ لے۔

د:۔ کامیاب ہونے کیلئے علمی اور عملی حصّہ دونوں میں کم از کم نصف نمبر حاصل کرنے ہوں گے۔

جملہ قائدینِ مجالس مربیان اور ناظمین اطفال سے گزارش ہے کہ وہ ان ہدایات اور قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی مجلس کے سب اطفال کو ان امتحانات میں شامل کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسّلام

خاکسار عطاء المجیب راشد

مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اطفال الاحمدیہ کیلئے چار روشن مقام

مادہ پرستی کے اس زمانہ میں جبکہ دینی تعلیم کی طرف توجہ بہت کم رہ گئی ہے۔ باقاعدہ منظم رنگ میں بچوں کی دینی تعلیم کا کوئی تسلی بخش ذریعہ میسر آجانا ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کی قدر جتنی بھی کی جائے کم ہے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر شعبہ اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے دینی تعلیم کا ایک نہایت دلچسپ اور مفید پروگرام جاری کیا ہے جس میں حصہ لیکر اطفال الاحمدیہ خاطر خواہ طریق پر بغیر کسی غیر معمولی دقت کے دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو سکتے ہیں۔

اس پروگرام کے تحت دینی تعلیم کے مختلف حصوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور اس کے مطابق عام فہم رنگ میں چار درسی کتب بھی خاص توجہ اور اہتمام سے تیار کروائی گئی ہیں۔ ہر درجہ کا الگ الگ امتحان لیا جاتا ہے۔ جس میں پاس ہونے والے اطفال کو علی الترتیب ستارہ اطفال۔ ہلال اطفال۔ قمر اطفال اور بدر اطفال کی سندات عطا کی جاتی ہیں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے یہ پروگرام بہت ہر دلعزیز ثابت ہو رہا ہے اور پاکستان اور بیرونِ پاکستان کے احمدی بچے بڑی تعداد میں اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

امسال یہ امتحانات ۱۴ اگست ۱۹۶۹ء کو ہونگے۔ پس میں اس اعلان کے ذریعہ اپنے نہایت عزیز احمدی بچوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر تاحال وہ ان امتحانات میں شریک نہیں ہو سکے تو آج ہی شریک ہونے کا فیصلہ کر لیں۔ اور اپنے اپنے منتظم اطفال، زعیم یا قائد کے پاس اپنے نام لکھوا دیں۔ اس سلسلہ میں تمام ضروری معلومات مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے عہدیداران سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

دینی تعلیم کے حصول کا یہ موقع بہت ہی قیمتی ہے اور جو بچے اس موقع سے فائدہ اٹھائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں دین و دنیا میں سرخرو فرمائے گا۔ اور اپنے فضل سے انہیں دنیا و آخرت کی حسنات سے نوازے گا۔ پس جن بچوں تک بھی یہ اعلان پہنچے۔ وہ شوق اور خلوص کے ساتھ ان امتحانات میں شریک ہونے کا عزم کریں۔ اور اس جذبہ کے ساتھ پوری محنت اور تندہی سے امتحان میں زیادہ سے زیادہ نمبر لینے کی کوشش کریں کہ وہ دینِ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی فوج کے ننھے منے سپاہی ہیں جنہیں حقیقی جہاد کی تعلیم دینے کے لئے بلایا گیا ہے۔ یاد رکھیں اس زمانہ کا جہاد قرآنی تعلیمات کو دنیا میں پھیلانا ہے اور جب تک کوئی علومِ قرآنی حاصل نہ کرے وہ کامیاب مجاہدِ اسلام نہیں بن سکتا۔

احمدی بچوں کے والدین سے بھی میری عاجزانہ درخواست ہے کہ پیشتر اس کے کہ آپ کے بچے بڑے ہو کر آپ کے دائرۂ تربیت سے باہر نکل جائیں۔ آپ ان کے دلوں میں خدا اور رسولؐ کی محبت اور ان کے ذہنوں میں دینی تعلیم اس طرح کوٹ کوٹ کر بھر دیں کہ پھر تا دمِ مرگ دین سے دور ہٹنے کا ان کے لئے کوئی سوال ہی باقی نہ رہے۔ مذکورہ امتحانات میں اپنے بچوں کو شامل کرنا اسی مقصود کے حصول کا ایک کامیاب ذریعہ ہے۔ پس للہ اس نیک کام میں مجلس اطفال الاحمدیہ سے تعاون فرما کر اپنے بچوں پر ایک باقی رہنے والا احسان فرمائیے اور اپنے ایک اہم فریضہ کو ادا کیجئے جس کے بارہ میں آپ خدا کے حضور پوچھے جائیں گے۔ حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"کلکم راعٍ وکلکم مسئولٌ عن رعیتہٖ"

والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

بعض دفعہ باتوں باتوں میں یہ اقوام اس چیز میں بھی مقابلہ کر لیتی ہیں کہ ہم بڑے امیر ہیں۔ ہمارا ایک عام مزدور ہفتہ میں دس بوتلیں شراب کی پیتا ہے اور تمہارا غریب ملک ہے تمہارے مزدور کو صرف چھ بوتلیں شراب کی ملتی ہیں۔ (یہ چھ بھی لعنت اور وہ دس بھی لعنت۔ اسلام کا اقتصادی نظام تو شراب کے ایک قطرہ کا بھی روادار نہیں) پس یہ مطالبہ غلط ہے۔ یہ اطاعت کے اصول کے خلاف ہے۔ پچھلی عالمگیر جنگ میں انہوں نے اتنا گند مچایا تھا حالانکہ یہ اقوام بڑی مہذب کہلاتی ہیں (اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے) انہوں نے اپنی فوجیں جب غیر ملکوں میں ظلم اور تعدی کے لئے بھجوائیں تو فوج کے ساتھ کنجنیوں کی فوج بھی جاتی تھی کہ بیچارے اپنی جان دینے کے لئے جا رہے ہیں۔ جو فرصت کے اوقات ملتے ہیں ان میں وہ بدمعاشی کر کے سکون بھی نہ حاصل کریں۔ پس خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ اطاعت میری کرنی ہے۔ غیر اللہ کی اطاعت یا نفس کی خواہشات کی اطاعت نہیں کرنی اور تب ایک حسین معاشرہ اور ایک احسن اقتصادی نظام قائم ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔

عبادت حقیقی کا تیسرا تقاضا

یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا رنگ اپنے اخلاق پر چڑھاؤ۔ یہ توحید عملی کو قائم کرنے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اصولاً، عقلاً اور اگر کسی کو عرفان حاصل ہو تو عرفاناً یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس عالمین اس دنیا کا بنیادی پتھر توحید باری تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس کے بغیر انسان نہ اس زندگی میں اور نہ اس زندگی میں کامیاب ہو سکتا ہے اور اطاعت تب ہی ہو سکتی ہے جب تم اپنے اخلاق پر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھاؤ گے اگر تمہارے اخلاق پر اللہ تعالیٰ کا رنگ نہیں تو اطاعت کا دعویٰ اور اس بات کا دعویٰ جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے جس کی رضا کے لئے ہم بھی وہی چاہتے ہیں، یہ غلط ہوگا

میں نے پچھلے خطبات میں بتایا تھا کہ اقتصادی نظام میں بھی ہمیں بنیادی طور پر چار صفات کام کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ باقی اور صفات بھی اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ مگر یہ چار صفات جو امہات الصفات کہلاتی ہیں۔ اقتصادی نظام میں بھی یہی صفات بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔ یعنی اس میں صرف فروعی صفات جلوہ گر نہیں بلکہ یہ امہات الصفات جلوہ گر ہیں۔ باقی صفات باری تعالیٰ جن کا انسان سے تعلق ہے وہ ان کے ساتھ مختلف شکلوں سے منسلک ہو کر جلوہ دکھاتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کی صفت ربوبیت ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی پہلی صفت بیان کی کہ میں رب العالمین ہوں اور ہمیں حکم دیا کہ عملی طور پر ہمیں بھی رب العالمین بننا پڑے گا۔ اگر تم وہ اقتصادی نظام قائم کرنا چاہتے ہو جو میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔

رب کی صفت ہمیں بتاتی ہے

کہ کوئی شخص اچھا ہو یا برا۔ اس کے ارتقاء اور اس کی نشوونما کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے ان سے اسے محروم نہیں کیا۔ ابوجہل کو بھی دیا اور اس جیسے دوسروں کو بھی دیا۔ ہر ایک کو دیا۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کو گالیاں نکال رہے ہیں ان کو بھی دیا (اس عطا کا وہ بہت جگہ غلط استعمال کرتے ہیں) لیکن اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ یہ مجھے برا بھلا کہنے والے ہیں میرا انکار کرنے والے ہیں اور جو توحید پر قائم ہیں ان کو ہر قسم کا دکھ پہنچانے والے اور ایذا دینے والے ہیں وہ ان باتوں کا خیال نہیں رکھتا ربوبیت عالمین کی صفت برابر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ پھر اس ربوبیت کے ساتھ رحمانیت کا تعلق ہے کیونکہ قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما میں ایک وقت انسان پر ایسا بھی آتا ہے کہ بغیر کسی عمل کے احساناً اگر اسے کوئی چیز نہ ملے تو اس کی نشوونما نہیں ہو سکتی۔ موٹی مثال تو بچے کی ہے۔ بچہ پیدا ہوا تو اس نے کیا عمل کیا۔ کون سا حق اس نے اپنے عمل سے قائم کر لیا تھا کہ اس کو ماں کا دودھ ملے۔ کوئی بھی نہیں۔ بچہ پیدا ہوا ہے، پہلی چیخ ماری ہے۔ اس کی ماں کو اللہ تعالیٰ دودھ دے دیتا ہے کہ لے اس کو پلا۔ یہ رحمانیت کا جلوہ ہے۔

پس

اسلام کے اقتصادی نظام میں

ہر اس شخص کی ضرورت کا خیال رکھا گیا ہے کہ جس کی عملی زندگی ابھی شروع ہی نہیں ہوئی کہ اس کو اجرت ملنے کا سوال پیدا ہو۔ اجرت ملنے کا ابھی سوال پیدا نہیں ہوا، ابھی اس نے کوئی کام ہی نہیں کیا۔ مثلاً ایک ذہین طالب علم ہے اقتصادی نظام میں اس کی پڑھائی کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اس کے ذہن کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس کی ذہنی نشوونما کے لئے جن سامانوں کی ضرورت تھی وہ میں نے پیدا کر دیئے ہیں۔ اب اے زید! اے بکر! اے فلاں! اے فلاں! غاصب بن اور ظالم بن کر اس کا جو حق ہے وہ مار نہ لینا۔ وہ ذہن بتا رہا ہے کہ اس کے ذہن کی نشوونما کے سامان پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر ایک شخص ہے اس کے (مسلز) MUSCLES اور اعصاب میں بیج کے طور پر اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت رکھی ہے اور وہ دنیا کا چوٹی کا پہلوان بن سکتا ہے۔ پس اگر اس کے اندر رستم پہلوان بننے کی طاقت اور قوت اور استعداد ہے تو اسے رستم پہلوان بننا چاہیئے تا وہ اس طرح اسلام کی خدمت کر سکے۔ غرض

رب العالمین کا یہ اعلان ہے

کہ اس قوت اور اس استعداد کو اس کے نشوونما کے کمال تک پہنچانے کے سامان میں نے اس دنیا میں پیدا کر دیئے ہیں۔ وہ اسے ملنے چاہئیں۔ اسی طرح جس کو انجینئر بننے کا دماغ ملا ہے اس کو فلسفہ پڑھا کر اس کے دماغ کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

ہمارے ملک میں بہت سارے ذہن اس لئے ضائع ہو جاتے ہیں کہ ان کو ان کا حق نہیں ملتا۔ باپ کو صرف اتنا دیا کہ وہ فلسفی بنا سکے اور بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے دماغ اتنا دے دیا کہ وہ انجینئر بنے۔ سائنس اور آرٹس کے مضمونوں میں فیسوں کا فرق ہے۔ بعض ایسے خاندان بھی ہیں کہ جن کی مالی حالت ایسی ہے کہ وہ اس چھوٹے سے خرچ کو بھی برداشت نہیں کر سکتے باپ کہتا ہے عزیز من! دل بھی کرتا ہے کہ تو انجینئر بنے، تو حساب میں سو فیصدی نمبر بھی لیتا ہے لیکن میں کیا کروں میرے پاس فیس کے پیسے نہیں۔ حالانکہ خدا نے کہا تھا کہ اس کی فیس کے پیسے میں نے پیدا کئے ہیں۔ کوئی چور تھا جس نے اس کی فیس کے پیسے چرا لئے اور وہ چور ہمارا غیر اسلامی نظام ہے، چاہے وہ کمیونزم کا نظام ہو یا سرمایہ داری کا نظام ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جس طرح میں رب ہوں میں نے ہر قوت کی نشوونما کے لئے استعداد پیدا کی اور سامان پیدا کئے ہیں۔ تم اگر میری ظلیت میں رب بنو گے اور اس خلق کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ گے تب میری عبادت کا حق ادا کر سکو گے اور دنیا میں وہ نظام قائم ہو سکے گا جو میں اقتصادی طور پر قائم کرنا چاہتا ہوں۔

پھر (جیسا کہ میں نے ابھی مثالیں دی ہیں) رحمانیت اور رحیمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں یہ دعویٰ بھی کیا ہے (جس کو یہ لوگ بھول جاتے ہیں اور پھر اقتصادی ضرورت پوری نہیں ہوتی) کہ مزدور کی مزدوری صحیح طور پر مل جائے تب بھی اس کی ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس صورت میں تو صرف صفت رحیمیت کے جلوے کافی ہو جاتے کہ جتنا کسی نے کام کیا اتنا اس کو مل گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رب کا جلوہ، رحمان ہونے کا جلوہ اور مالک ہونے کا جلوہ جو ہے وہ بھی ساتھ ساتھ ہونا چاہیئے تب جا کر مزدور کی ضرورت کما حقہ پوری ہوتی ہے اور اسے اس کا پورا حق ملتا ہے۔

مزدور کی ضرورت کیا ہے؟

میرا دعویٰ ہے کہ اسلام کے سوا کوئی اور اس کا صحیح جواب نہیں دے سکتا۔ اس سوال کا

جواب کسی بھی ازم نے، کسی بھی اقتصادی نظام نے نہ دیا ہے اور نہ دے سکتا ہے اسلام نے اس کا جواب دیا ہے اور اسلام ہی دے سکتا ہے۔

اسلام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ہر مزدور ہر فرد بشر کی ضرورت کی تعیین اس کی قوتیں اور استعدادیں کرتی ہیں۔ پس اس کی قوت اور استعداد کی نشوونما کیلئے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے دراصل وہ اس کی ضرورت ہے اور وہی اس کا حق ہے۔ اسلام نے ضرورت کی یہ تعریف کی ہے۔ اور چونکہ بعض مشترکہ افراد کے مجموعہ کے ہوتے ہیں اس لئے ہم کہیں گے ہر فرد کو، ہر خاندان کو اور ہر قوم کو (کیونکہ بین الاقوامی معاشرہ اور نظام جو ہے اس پر بھی یہ اصول اثر انداز ہوتا ہے) وہ سب کچھ ملنا چاہیئے کہ جو اس کی قوت اور استعداد کے مطابق ہو جو اللہ تعالیٰ نے اُسے عطا کی ہے تاکہ اس کی صحیح نشوونما ہو سکے۔ یہ اس کی ضرورت اور حق ہے اور یہ تعریف آپ کو کہیں اور نہیں ملے گی۔

بہرحال

اللہ تعالیٰ رحیمیت کے ماتحت کہتا ہے

کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میری سچی اور حقیقی عبادت کرو تو تمہاری زندگی میں دوسروں سے سلوک کرتے ہوئے میری رحیمیت کے جلوے، میری ظلیت میں نظر آنے چاہئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مزدور کو جو اُجرت پر کام کر رہا ہے (دہاڑی پر ہو یا ہفتہ وار یا مہینہ یا سال کے بعد یا چھ ماہ کے بعد مختلف شکلوں میں دُنیا میں اُجرتوں کی ادائیگی ہمیں نظر آتی ہے) اُسے پوری اُجرت ملنی چاہیئے۔ بالفاظ دیگر اسلام یہ کہتا ہے کہ تمہاری اقتصادی زندگی میں میری رحیمیت کے جلوے نظر آنے چاہئیں۔ کسی شخص کو اس کی اُجرت کے حق سے کم نہ دیا جائے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے اس کی ضرورت پھر بھی بہت سے حالات میں پوری نہیں ہوگی۔ باقی ماندہ ضرورتوں کا اللہ تعالیٰ نے علیحدہ انتظام کیا ہے لیکن بہرحال رحیمیت کے جلوے کا یہ تقاضا ہے کہ اجرت کا جتنا کسی کا حق بنتا ہے اس سے کم نہ ملے۔

پھر مالک ہونے کا خُلق ہے

انسان حقیقی رنگ میں تو کسی چیز کا مالک نہیں۔ حقیقی مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی ظلیت میں اُسے مالک بھی بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو کہتا ہے کہ ساری دُنیا کی چیزوں کا ہوں تو میں ہی مالک لیکن جس حد تک میں نے تمہیں طاقت دی ہے اس حد تک میری ظلیت میں مالک ہونے کی صفت اپنے اندر پیدا کرو اور یہ جو تفاوتِ استعداد کے نتیجہ میں کثرت اموال کی پیدائش ہوتی ہے اس کی صحیح تقسیم مالک ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ مالک ہے اس کی ظلیت میں ہم نے جو کچھ لیا ہے ہمیں اپنے اخلاق اور اعمال میں اسی مالک ہونے کا جلوہ نظر آنا چاہیئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہے تو میرا (اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جائز طریقے سے، حلال طریقے سے تم نے کمایا ہوا ہے) لیکن مالکیت کے جلوے اس کی تقسیم میں نظر آئیں گے۔ ایک صحابیؓ کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ ایک لاکھ اونٹ خریدے۔ ایک اور دوست آ گئے انہوں نے کہا اسی قیمت پر میرے ساتھ سودا کر لو۔ انہوں نے کہا منظور ہے لیکن ایک شرط پر کہ ہر اونٹ کی نکیل مجھے دیدو۔ کہتے ہیں کہ نکیل کی قیمت اُس وقت ایک اٹھنی تھی۔ چنانچہ انہوں نے دو منٹ کے اندر پچاس ہزار روپیہ کما لیا۔ بعض لوگوں کے روشن ذہن اس طرح پر کام کرتے ہیں۔ وہ جائز کمائی تھی۔ ہمارے وہ بزرگ صحابی عجیب انسان تھے ویسا ہی ہر انسان کو بننا چاہیئے۔ جس وقت وہ پچاس ہزار روپیہ گھر میں لائے تو انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ میں اس کا مالک ہوں۔ انہوں نے سوچا کہ حقیقی مالک تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے مجھے ایسی عقل دی کہ میں نے ایک دو منٹ کے سودے میں پچاس ہزار روپیہ کما لیا اور اب میں دیکھوں گا خدا تعالیٰ مجھے اس کے متعلق کیا حکم دیتا ہے کہ میں اسے کہاں اور کیسے خرچ کروں۔ یہ وہ طریق ہے جس کے مطابق ہر مسلمان کو خرچ کرنا چاہیئے اور اس طرز پر اسلامی مملکت کا منصوبہ بننا چاہیئے۔ یعنی مال حلال کمانے کی آزادی اور خرچ کرنے پر اسلامی پابندیاں اور جیسے اسلام کہتا ہے ویسے ہی حقوق کی کماحقہٗ ادائیگی۔

پس مخلصین لہ الدین میں دین کے تیسرے معنی کے لحاظ سے

عبادت کا تیسرا مطالبہ یہ تھا

کہ خدا کا رنگ اپنے اوپر چڑھایا جائے۔ اس کی رو سے اسلام کا اقتصادی نظام یہ فرض عائد کرتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی اُمہات الصفات ہیں مثلاً اس کا رب ہونا، رحمان ہونا، رحیم ہونا اور مالک ہونا، ان کی ظلیت کے طور پر (یعنی بطور ظل کے) یہی صفات ہمیں بھی اپنی زندگیوں میں ظاہر کرنی چاہئیں اور اسی طرح اقتصادی زندگی میں بھی۔ کیونکہ وہ بھی ہماری زندگی کا ایک حصہ ہے اس کو باہر نہیں رکھا جا سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق بڑے زور سے اپنی جماعت کو یہ نصیحت بھی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"جو شخص ... ہماری جماعت میں داخل ہو جائے اس کا پہلا فرض یہی ہے کہ ... یہی چاروں صفتیں (سورۃ فاتحہ والی) اپنے اندر بھی قائم کرے۔ ورنہ وہ اس دُعا میں کہ اس سورۃ میں پنجوقت اپنی نماز میں کہتا ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ یعنی اے ان چار صفتوں والے اللہ میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تو ہی مجھے پسند آیا ہے، سراسر جھوٹا ہے۔ کیونکہ خدا کی ربوبیت یعنی نوع انسان اور نیز غیر انسان کا مربی بننا اور ادنےٰ سے ادنےٰ جانور کو بھی اپنی مربیانہ سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا یہ ایک ایسا امر ہے کہ اگر ایک خدا کی عبادت کا دعوےٰ کرنے والا خدا کی اس صفت کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے، یہاں تک کہ کمال محبت سے اس الٰہی سیرت کا پرستار بن جاتا ہے تو ضرور ہوتا ہے کہ وہ آپ بھی اس صفت اور سیرت کو اپنے اندر حاصل کرے تا اپنے محبّ کے رنگ میں آ جائے۔

ایسا ہی خدا کی رحمانیت یعنی بغیر عوض کسی خدمت کے مخلوق پر رحم کرنا یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد جس کو یہ دعوےٰ ہے کہ میں خدا کے نقشِ قدم پر چلتا ہوں ضرور یہ خلق بھی اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔

ایسا ہی خدا کی رحیمیت یعنی کسی کے نیک کام میں اس کام کی تکمیل کے لئے مدد کرنا یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد جو خدائی صفات کا عاشق ہے اس صفت کو اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔

ایسا ہی خدا کا انصاف جس نے ہر ایک حکم عدالت کے تقاضا سے دیا ہے نہ نفس کے جوش سے، یہ بھی ایک ایسی صفت ہے کہ سچا عابد کہ جو تمام الٰہی صفات اپنے اندر لینا چاہتا ہے اس صفت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور راستباز کی خود بھاری نشانی یہی ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کے لئے ان چار صفتوں کو پسند کرتا ہے ایسا ہی اپنے نفس کے لئے بھی یہی پسند کرے"

(تریاق القلوب صفحہ ۲۹۔ صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِیَّاکَ نَعْبُدُ کی تفسیر کرتے ہوئے

اعجاز المسیح میں تحریر فرماتے ہیں

یہ عربی میں ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :-

اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ

کسی بندہ کے لئے ممکن نہیں کہ اس وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ سے توفیق پانے کے بغیر عبادت کا حق ادا کرے اور عبادت کے فروغ میں یہ بھی ہے کہ تم اس شخص سے بھی جو تم سے دشمنی رکھتا ہو ایسی ہی محبت کرو جس طرح اپنے آپ سے اور اپنے بیٹوں سے کرتے ہو۔ اور یہ کہ تم دوسروں کی لغزشوں سے درگذر کرنے والے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے والے بنو اور نیک دل اور پاک نفس ہو کر پرہیزگاروں والی صاف اور پاکیزہ زندگی گذارو اور تم بری عادتوں سے پاک ہو کر باوفا اور باصفا زندگی بسر کرو اور یہ کہ خلق اللہ کے لئے بلا تکلف اور بلا تصنع یعنی نباتات کی مانند نفع رساں وجود بن جاؤ۔ اور یہ کہ تم اپنے کبر سے اپنے کسی چھوٹے بھائی کو دکھ نہ دو اور نہ کسی قول اور بات سے اس کے دل کو زخمی کرو۔ بلکہ تم پر واجب ہے کہ اپنے ناراض بھائی کو خاکساری سے جواب دو اور اسے مخاطب کرنے میں اس کی تحقیر نہ کرو اور مرنے سے پہلے مر جاؤ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔ اور جو کوئی تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرو خواہ وہ بوسیدہ کپڑوں میں ہو نہ کہ نئے جوڑوں اور عمدہ لباس میں۔ اور تم ہر شخص کو السلام علیکم کہو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اور انسان کی غمخواری کے لئے ہر دم تیار کھڑے رہو۔"

عبادت کے مختلف تقاضوں کی طرف جماعت کو نصیحت کے رنگ میں متوجہ فرمایا ہے

بہرحال اس وقت میں یہ مضمون بیان کر رہا ہوں کہ

اسلام کا یہ دعوےٰ ہے

کہ جو اقتصادی نظام دنیا میں وہ قائم کرتا ہے کوئی دوسرا اقتصادی نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اس کی دلیل دیتے ہوئے اس کی خوبیوں اور اسکے حسن کو اس طرح اجاگر کیا ہے کہ دیکھو! ہمارا قائم کردہ اقتصادی نظام ان خوبیوں کا، اس حسن کا، ان احسانوں کا حامل ہے۔ یہ باتیں تم دوسرے نظاموں میں بھی تو دکھاؤ۔ اگر ہم اقتصادی مسائل کا اور دُنیا نے ان کے جو حل پیش کئے ہیں حقوق اگر دئے ہیں تو وہ اور اگر غصب کئے ہیں تو وہ، اس لحاظ سے دُنیا کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ساری دُنیا میں ہمیں اس قدر بھیانک ظلم پھیلا ہوا نظر آتا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ لیکن اس کے مقابلے میں جب بھی مسلم نے اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی کی اور اس کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھا۔ اس نے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا کہ غیر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ان کو فائدہ مل رہا تھا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ میں رب العلمین ہوں۔ میں نے دُنیا کو سمجھانے کے لئے ایک مثال بھی دی یعنی خدا تعالےٰ نے کہا میں ابوجہل کو کھانا دیتا ہوں۔ پھر اللہ تعالےٰ نے کہا کہ میرا بندہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میری صفات کا کامل رنگ اپنی صفات پر رکھتا ہے۔ اچھا میں قحط پیدا کر دیتا ہوں۔ پھر دیکھو جو بندہ میرے رنگ میں رنگین ہے۔ وہ تمہیں کھانے کو دیتا ہے یا نہیں اگر وہ کھانے کو دیتا ہے تو ثابت ہوا کہ میں ہی تمہیں کھانے کو دے رہا تھا۔ اگر وہ نہ دے تو پھر تمہارا اعتراض صحیح ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کھانے کو نہیں دے رہا تھا بلکہ بُت دے رہے تھے۔ ایک انتہائی سخت قحط پیدا کر دیا اور اس کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے گردنیں اکڑا کے چلنے والوں اور سارے عرب میں یہ اعلان کرنے والوں کی کہ ہم تلواروں سے اسلام کو نیست و نابود کر دیں گے گردنیں جھکا دیں۔ انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مانگا کہ ہم بھوکے مر رہے ہیں کھانے کو دو۔ اس وقت

آپؐ کا عمل اللہ تعالےٰ کی صفات کا ایک جلوہ تھا

اور وہ جلوہ اس رنگ میں نظر آیا کہ آپ نے ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اصل حقیقت توحید باری تعالےٰ ہے۔ وہی کھانا دے رہا تھا لیکن بُت پرست کہتے تھے کہ نہیں ہمارے بُت دے رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ جو میری توحید کو قائم کرنے والا، میری صفات کے جلوے دکھانے والا اور میرے اخلاق کے رنگ میں دُنیا کے اخلاق کی تربیت کرنے والا ہے اس کا ایک جلوہ تمہیں دکھا دیتے ہیں اور ہر عقلمند سمجھ جائے گا کہ جب ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو مل رہا تھا تو وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مل رہا تھا۔ وہی ربّ العلمین ہے۔

غرض اسلام نے اپنے اقتصادی نظام کی بنیاد سب سے پہلے ربوبیت عالمین پر رکھکر ہر انسان کو، ہر مخلوق کو اسلام کی تعلیم کے زیر احسان کر دیا۔ پھر حکم دیا کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرنی ہے۔ دُنیا کے دباؤ تم پر پڑیں گے۔ تم نے جرأت سے ان کا مقابلہ کرنا ہے اور ہر حالت میں فنا فی اخلاق اللہ کے مقام کے حصول کے لئے مجاہدہ کرنا ہے ـــــ پس ہر چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ خدا تعالےٰ کے کسی نہ کسی حکم کو پورا کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے حقوق کی ادائیگی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ مثلاً یہ حکم ہے کہ تیرا ہمسایہ بھوکا نہ رہے۔ ایک شخص کو زیادہ دیا ہے گھر میں جو دانہ ہے اس کا ایک حصہ وہ ہے کہ جس سے خدا کا حکم پورا کرنا ہے۔ یا یہ حکم ہے کہ اپنے بچے کو اسکے ذہن کے مطابق تعلیم دلواؤ۔ کئی ظالم مال باپ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اُن کی مالی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اگر وہ تھوڑی سی قربانی کریں تو وہ بچے کو پڑھا سکتے ہیں لیکن وہ قربانی نہیں کرتے اور کہہ دیتے ہیں کہ رات کو کلب جانے کا خرچ برداشت کریں یا بچے کو پڑھائیں۔ وہ کہتے ہیں نہیں جی ہم کلب کا خرچ کریں گے بچہ بیشک پڑھے یا نہ پڑھے۔ چنانچہ بعض مال باپ میٹرک یا ایف اے یا بی اے یا ایس سی کے بعد بچوں کی پڑھائی چھڑوا دیتے ہیں کہ اگر ایف ایس سی یا بی ایس سی کرے گا تو میڈیکل کالج میں جائے گا زیادہ خرچ ہوگا۔ یا کہتے ہیں کہ ایم اے پر رُک جا حالانکہ اس کا دماغ کہیں زیادہ ترقی کر سکتا تھا۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم آگے نہیں پڑھائیں گے کیونکہ ان کی عیش و عشرت کی زندگی پر یہ پڑھائی اثر انداز ہوتی ہے۔

غرض ہر مخلوق، ہر چیز جو خدا تعالےٰ نے پیدا کی ہے۔ وہ اپنے کسی حکم کے پورا کرنے کے لئے ہے اس معنی میں کہا جاتا ہے کہ ہر دانے پر لکھا ہوتا ہے کہ کس کے پیٹ میں جانا ہے

حقائق اشیاء کے علم کے حصول کیلئے گہری فکر کی عادت ڈالنی چاہیئے

یہ محض فلسفہ نہیں ہے ایک حقیقت ہے۔ پس ہر چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے کسی نہ کسی حکم کی بجاآوری کے لئے پیدا کی ہے۔ اور اس کا جو استعمال ادائیگی حق میں نہیں ہوتا وہ غلط استعمال ہے۔ خدا کے غضب کا مورد بن جاتا ہے۔ یہ کہنے والے ہم مسلمان احمدیوں کو

کہ ہمارے مزدور زیادہ شراب پیتے ہیں زیادہ سینما دیکھ سکتے ہیں۔ ایک دن میں کسی کے پاس تین تین دفعہ سینما دیکھنے کے پیسے ہوتے ہیں یا وہ عیاشی اور بدمعاشی اور بداخلاقی میں اپنا پیسہ دوسروں کی نسبت زیادہ خرچ کر سکتے ہیں۔ یہ ہم سنتے چلے آتے ہیں۔ اب وہی قومیں تباہی کے گڑھے پر کھڑی ہیں۔ انہیں نظر آ رہا ہے کہ وہ تباہ ہو گئے ہیں اور ہمارے جو چھوٹے بچے ہیں (خدا کرے بڑوں کو بھی اتنی زندگی عطا ہو) انہیں یہ نظارہ نظر آ جائیگا کہ وہ قومیں تباہ ہو گئیں جو ساری دنیا کو اپنا غلام بنانے لگی تھیں۔ اسلام نے کہا کہ غلام صرف ایک کا بننا ہے کسی غیر کی غلامی نہیں ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام غیر کی غلامی سے چھڑانے والا ہے۔ اور خدائے واحد و یگانہ کی غلامی جو نہایت اچھی غلامی ہے اور خوشحال غلامی ہے اور مسرتوں اور خوشیوں سے لبریز غلامی ہے اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس غلامی کی زندگی، اس اطاعت کی زندگی میں باندھ دیا ہے اگر وہ سمجھے اور عقل سے کام لے غرض

اسلام کے اقتصادی نظام کی بنیاد

ان چار صفات پر ہے اور سارا اقتصادی نظام اس پر چل رہا ہے جیسا کہ میں نے بتایا ہے صرف اسلام ہی نے فرد اور خاندان اور قوم کی ضرورت کی تعیین اور تعریف کی ہے اور اس کو محدود کیا ہے اور اس سے زائد کے جو مطالبے ہیں اسلام ان کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ ایک شخص جس کو میٹرک تک پڑھنے کا ذہن دیا ہے اگر صحیح اسلامی حکومت ہو تو اگرچہ وہ امیر گھرانہ ہی میں کیوں نہ پیدا ہوا ہو اُسے میٹرک کے بعد گیارھویں میں داخلہ نہ ملے گا۔ اس کا دماغ ہی نہیں ہے۔ یہ نظام سارے کا سارا منصوبہ بندی پر قائم ہے اس کے بغیر چل نہیں سکتا۔ اور بڑا تفصیلی جائزہ لینا پڑیگا پہلے تو اللہ تعالےٰ نے ایسے حالات پیدا کر دئے تھے کہ اپنی طاقت اور حالات کے مطابق جائزہ لے لیتے تھے۔ وہ کافی تھا۔ اب دُنیا کے حالات بدل گئے۔ جب بھی یہ اقتصادی نظام قائم ہوا اس کی بنیاد بہت زیادہ statistics پر ہو گی۔ تب ساری ضرورتوں کی تعیین ہو گی ہر بچے کے ٹسٹ ہوں گے کہ کہاں تک اس کا دماغ ترقی کر سکتا ہے اور کن کن domains پر یہ چل سکتا ہے۔ پھر ان domains پر ان کو چلایا جائے گا۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کا یہ قانون چل رہا ہے کہ ایک چنگا بھلا انسان ۴۰۔۵۰ سال کی عمر میں بعض دفعہ وفات پا جاتا ہے، بعض بچے صحت مند ہوتے ہوئے چھوٹی عمر میں مر جاتے ہیں یہ اس کا اور قانون چل رہا ہے۔ غرض اس قسم کے بھی ذہین بچے ہوں گے۔ جو اپنی ذہانت کو کمال تک نہیں پہنچا سکیں گے۔ لیکن وہ بچہ جس کو اللہ تعالےٰ زندگی دیگا اس کو اسلام کا اقتصادی نظام اللہ تعالےٰ کے فضل سے توفیق بھی دے گا کہ وہ اپنی ذہنی قوتوں کو اُجاگر کرتا چلا جائے اور ان کی نشوونما اس کے کمال تک پہنچ جائے اور اسلام نے ہر شخص اور ہر خاندان کی ضرورت کی تعریف یہ کی ہے کہ میں رب العلمین ہونے کی حیثیت میں جو قوتیں اور استعدادیں پیدا کرتا ہوں ساتھ ان کے سامان بھی پیدا کرتا ہوں اس واسطے ہر فرد اور ہر خاندان اور ہر قوم کی قوتوں اور استعدادوں کو انتہائی کمال تک نشوونما کے ادوار میں سے گذارتے ہوئے پہنچانے والی ضرورت وہ ضرورت ہے جو ہر فرد کی ضرورت اور ہر خاندان کی ضرورت اور ہر بچے کی ضرورت اور ہر بڑے کی ضرورت ہے اور اس ضرورت کے مطابق اس سے سلوک کرنا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے مال دیا تھا۔

رحمانیت کے بڑے حسین جلوے

نظر آتے ہیں۔ آپ کو چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال ہوتا تھا حالانکہ ابھی ان کا عمل تو شروع نہیں ہوا تھا نہ اسلام کے حق میں ان کی قربانیاں تھیں۔ پھر مالک ہونے کا جلوہ کہ قربانی باپ نے دی اور آگے صلہ بچوں کو مل گیا۔ یہ مالک ہی کر سکتا ہے نا! یعنی اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت ہی کر سکتا ہے نا! خدا کی امانت تھی۔ وہی حقیقی مالک ہے اور اسی نے کہا کہ میں یہ اصول وضع کرتا ہوں اسکے مطابق تم خرچ کیا کرو، اس میں غیر بھی شامل ہے اور تمہارے نفس کا بھی حق ہے اس سے کم اگر کوئی تمہیں دینا چاہے تو ظالم ہے۔ جیسا کہ روس میں کمیونزم نے امیروں کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا۔ یہ اتنا ہی ظلم ہے جتنا غریب کو اس کے حقوق سے محروم کرنا ظلم ہے۔ ان دو ظلموں میں کوئی فرق نہیں۔ جو ایک امیر کا حق ہے بحیثیت انسان کے، بحیثیت رب العلمین کی ایک مخلوق کے بحیثیت ان قوتوں اور استعدادوں کے جو اسے رب العلمین نے دی ہیں۔

اس کا جو حق ہے وہ اس کو ملنا چاہیئے

چاہے کوئی امیر گھرانے میں پیدا ہو اور چاہے کوئی غریب گھرانے میں پیدا ہو۔ لیکن کوئی "ازم" تو غریب کی پرواہ نہیں کرتا کوئی "ازم" امیر کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر ازم اللہ تعالےٰ کی عطا کے ایک حصے کو ٹھکراتا اور کفرانِ نعمت کرتا ہے۔ لیکن اسلام کا اقتصادی نظام اللہ تعالےٰ کی ہر عطا سے صحیح فائدہ اٹھاتا اور شکرانِ نعمت کرنے والا ہے خدا کرے کہ ہم اس کے شکرگزار بندے بنیں۔

تبلیغی و علمی مجلہ
ماہنامہ الفرقان ربوہ
جس میں قرآنی حقائق بیان کرنے کے علاوہ پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے جواب دیئے جاتے ہیں غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے جس کے ایڈیٹر مولانا ابو العطاء صاحب ہیں۔
سالانہ چندہ صرف ۱۲/ روپے
(مینیجر)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار
ماہنامہ تحریک جدید ربوہ
آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کیلئے دیں
سالانہ چندہ صرف ۲/ روپے
(مینیجر)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

اطفال کے مرکزی امتحانات ۱۴ اگست کو ہوں گے ہر طفل کا ان امتحانات میں شامل ہونا ضروری ہے (مہتمم اطفال مرکزیہ)

ہمدرد نسوانی (اٹھرا) مرض اٹھرا کا بے نظیر علاج دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس بیس ۲۰ روپیہ

قابل اعتماد سروس
سرگودھا سے سیالکوٹ
عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی
کی
آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے

ہمیشہ سے قابل اعتماد سروس
پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور
کی
آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے

جدید فیشن کے مطابق سونے کے
زیورات
چاندی کے خوشنما برتن
فرحت علی جیولرز
کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور فون نمبر ۵۲۶۲۳
کرسی
ٹی سیٹ
وغیرہ

تریاقِ اٹھرا کے علاج کیلئے کورس پندرہ ۱۵ روپے نورِ نظر اولاد نرینہ کیلئے کورس پچیس روپے خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ فون نمبر ۳۸

لوگ کہتے ہیں
پی آئی اے کے انجینئر
کتنے ہنر مند ہیں
ٹھیک ہی تو کہتے ہیں...
وہ نہ پابندیٔ وقت میں
۹۷،۷ فیصد کا
اعلیٰ معیار قائم کرنا
کوئی آسان کام ہے؟

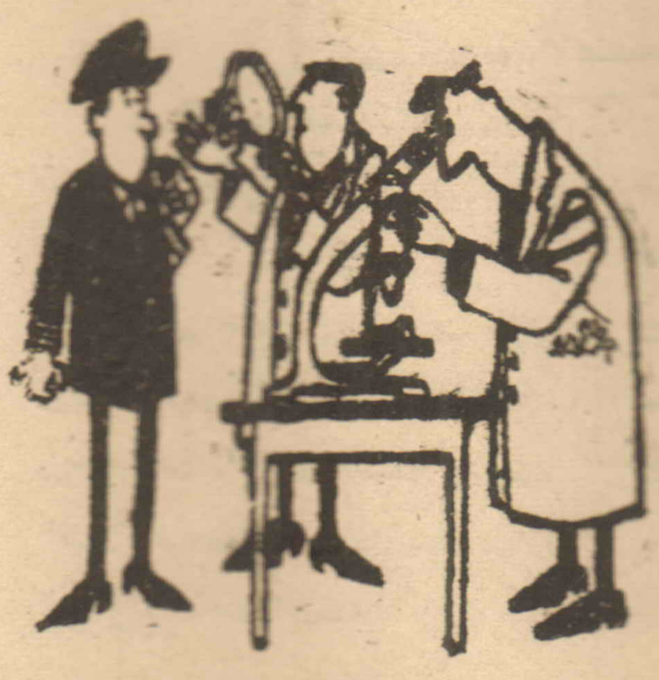

پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز

حب اٹھرا مرض اٹھرا کی شہرہ آفاق دوا مکمل کورس گیارہ تولے بیس ۲۰ روپے فی تولہ دو ۲ روپے، حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ بالمقابل ایوان محمود ربوہ

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۳۰ وفا تا ۵ ظہور ۱۳۴۸ ہش

۱۔ گزشتہ ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مری میں قیام فرما رہے ہیں اور حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ الحمد للہ۔

۲۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۵ وفا کو مری سے راولپنڈی تشریف لے جا کر نماز جمعہ مسجد نور راولپنڈی میں پڑھائی اور اپنے گزشتہ خطبات جمعہ کے تسلسل میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حقیقی عبادت کے آٹھویں تقاضے پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ اسلام کا اقتصادی نظام مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کا مصداق ہوتے ہوئے ایک ایسا ارفع اور اعلیٰ نظام ہے جس سے حقیقی عبادت کے تمام تقاضے باحسن وجوہ پورے ہوتے ہیں اور انسان کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نشوونما کے کمال تک پہنچنے کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالےٰ کا محبوب اور مقرب بن جاتا ہے۔

حضور نے قرآن کریم کی متعدد آیات سے استدلال فرماتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ مدبر حقیقی اللہ تعالےٰ ہی کی ذات ہے جس نے اپنی تدبیر کامل کے نتیجہ میں انسانی ضرورتوں کے پورا ہونے کا ایک مربوط اور حکیمانہ نظام قائم فرمایا ہے اس الٰہی نظام سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کے لئے انسان کو اپنی عقل و سمجھ اور اپنے فکر و تدبر کو بھی اپنے دائرہ اختیار میں اللہ تعالےٰ کی صفات کے رنگ میں رنگین بنانا چاہیئے۔

حضور کا یہ پُر معارف خطبہ ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ اس موقع پر راولپنڈی کی مقامی جماعت کے علاوہ اسلام آباد اور ٹیکسلا اور دوسری جگہوں سے بھی دوست بہت کثرت سے تشریف لائے ہوئے تھے۔

۳۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے یکم ظہور کو نماز جمعہ مسجد احمدیہ کلڈنہ (مری ہلز) میں پڑھائی۔ حضور نے اپنے گزشتہ خطبات کے تسلسل میں اسلام کے اقتصادی نظام کے متعلق مضمون کے بقیہ حصہ کو بیان کرنے کی بجائے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم اور آپؐ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حُسنِ اخلاق اور حسن سلوک کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ہمیں اس زمانے میں اسلام کے دوبارہ احیاء اور اکنافِ عالم میں اس کی وسیع اشاعت کی مقدس ذمہ داری سونپی گئی ہے اس کی بجا آوری اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم اور رحمت مجسم کی ظلیت و اتباع میں اپنے اندر بہترین اخلاق پیدا کریں کیونکہ ہلاکت و تباہی کے کنارے کھڑی بھولی بھٹکی انسانیت کو حلقہ بگوش اسلام بنا کر خدائے حی و قیوم سے ان کا تعلق محبت و عبودیت قائم کرنے کا یہی ایک زبردست ہتھیار اور مؤثر ذریعہ ہے

۴۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کراچی میں قیام فرما ہیں۔ وہاں آپ کی طبیعت شدید سر درد کے دوروں اور ضعف کی وجہ سے ناساز چلی آ رہی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام اور درد و الحاح سے دعاؤں میں لگے رہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بے اندازہ برکت ڈالے۔ آمین۔

۵۔ یکم ظہور کو ربوہ میں نماز جمعہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے پڑھائی۔ نماز سے قبل آپ نے خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کے علوم سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ نے سورہ توبہ کی آیت وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ احباب بار بار مرکز میں جمع ہوں یہاں رہ کر قرآنی علوم کی تحصیل کریں اور دین سیکھیں اور پھر اپنی اپنی جماعتوں میں واپس جا کر دوسروں کو یہ علوم پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا اسی غرض کے ماتحت مرکز میں ہر سال درس القرآن کلاس منعقد کی جاتی ہے امسال یہ کلاس ۲ ظہور سے شروع ہو رہی ہے آپ نے احباب کو اس کلاس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور قرآنی علوم سیکھ کر دوسروں کو ان علوم سے بہرہ ور کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

۶۔ ۲ ماہ ظہور ۱۳۴۸ مطابق ۲ اگست ۱۹۶۹ء ۷ بجے صبح مسجد مبارک ربوہ میں فضل عمر درس القرآن کلاس کا افتتاح عمل میں آیا۔ کلاس کا افتتاح امیر مقامی محترم جناب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے اجتماعی دعا سے فرمایا جس میں کلاس میں شامل جملہ طلباء اور اس موقعہ پر آئے ہوئے بعض دیگر احباب شریک ہوئے صبح سات بجے تک جب جملہ طلباء مسجد میں آ جمع ہوئے محترم مولانا ابوالعطاء صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے انہیں کلاس کے لائحہ عمل سے آگاہ فرمایا۔ اور اس سلسلہ میں انہیں ضروری ہدایات دیں۔ بعدہٗ آپ نے امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی خدمت میں کلاس کا افتتاح فرمانے کی درخواست کی۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور اس طرح کلاس کا افتتاح اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ عمل میں آیا۔

یہ کلاس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے منظور کردہ پروگرام کے مطابق نظارت اصلاح و ارشاد کے شعبہ تربیت کے زیر انتظام منعقد کی جا رہی ہے۔ اس میں مغربی پاکستان کے مختلف اضلاع کی جماعت ہائے احمدیہ کے نمائندے شرکت کر رہے ہیں۔ یہ انشاء اللہ تعالےٰ ۲۲ ظہور تک جاری رہیگی

۷۔ مکرم مولوی محمد سعید صاحب انصاری انچارج مبلغ کوالالمپور نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ مکرم انکو حاجی اسماعیل بن عبدالرحمٰن صاحب جو کہ سنگاپور کی جماعت کے پریذیڈنٹ تھے۔ وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یکم ظہور کو بعد نماز جمعہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے مسجد مبارک ربوہ میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے اہل و عیال کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

اخبار احمدیہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

بے چینی اور گھبراہٹ بہت ہے جس کی وجہ سے گزشتہ رات نیند بالکل نہیں آئی۔

احباب جماعت خاص توجہ اور درد کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ محترمہ صاحبزادی صاحبہ موصوفہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور دراز سے دراز تر عمر عطا کرے۔ آمین۔

ربوہ ۵ ظہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کو کل بے چینی اور گھبراہٹ بہت رہی۔ رات نیند بھی نہیں آئی

احباب جماعت آپ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کے لئے درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۵ ظہور۔ مکرم بابو محمد بخش صاحب انبالوی مینجر ضیاء الاسلام پریس پچھلے ایک ہفتہ سے صاحب فراش ہیں۔ دو تین روز سے طبیعت زیادہ خراب ہے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(عبدالستار۔ دارالرحمت وسطی۔ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴